میں نے حدیث بخاری کے الفاظ کو حدیث مسلم کے سامنے بے حقیقت ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ صرف یہ کہا تھا کہ مسلم میں جو الفاظ آئے ہیں وہ حدیث بخاری کے الفاظ کی تفسیر کرتے ہیں مختلف احادیث پر نظر ڈالنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اذان کی تاثیر کو مختلف طریقوں سے بیان فرمایا ہے۔ ان سب ارشادات کو ملا کر پڑھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اصل مقصد اذان کا یہ اثر بیان کرنا تھا کہ اس کو سُن کر شیطان بھاگ جاتا ہے، اور اس کے دوران میں انسان شیطانی وساوس سے محفوظ رہتا ہے۔

علماء اہل حدیث کی رائے اگر اس سے مختلف ہے تو ان کے دلائل معلوم ہونے کے بعد میں کچھ عرض کر سکونگا میں نے جہاں تک کتاب اللہ کا مطالعہ کیا ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس اور اس کی ذریت اور جن انسان وحیوان کی طرح مادی جسم نہیں رکھتے، بلکہ آتشین مخلوق ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ابلیس کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ۔ اور جنوں کے متعلق حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا ہے کہ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔ اور ابلیس کے متعلق ارشاد ہے کہ كَانَ مِنَ الْجِنِّ۔ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان کی حقیقت انسان سے مختلف ہے۔ نہ وہ انسان کا سا جسم رکھتا ہے اور نہ اس پر وہ احوال گزرتے ہیں جو انسان پر گزرا کرتے ہیں، مثل اکل طعام و اخراج ریاح وغیرہ۔ باقی رہی یہ بات کہ حدیث نبوی کے الفاظ لہٗ ضراطٌ کو شیطان کے صاحب شکم ہونے اور اس سے ریاح خارج ہونے کے لیے دلیل قرار دیا جائے تو میرے خیال میں یہ صحیح نہیں ہے۔ لغت عرب میں ضراط کا لفظ محض ریح شکم کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ مجازاً بہت سے معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ مثلاً خفت کے معنی میں، چنانچہ بالوں کی کمی کو الضرط کہتے ہیں اور جس شخص کی ڈاڑھی ہلکی ہو اس کو اَضْرَط کہا جاتا ہے۔ جس عورت کی بھویں ہلکی ہوں وہ ضَرْطاء کہلاتی ہے۔ انکار اور استخفاف کے معنی ہیں۔ یقال اضرط فلان بفلان اذا استخف به وسخر منه۔ اور حدیث علی رضی اللہ عنہ میں ہے کہ انه دخل بيت المال فاضرط به ای استخف به وسخر منه۔ ناپسندیدگی اور کراہت کے معنی میں۔ وفی المثل الاکل سرطان والقضاء ضرطان۔ وتاویلُ ذالكَ تحب ان تاخذ وتكره ان ترد اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں شیطان کے بھاگنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضور نے "لہ ضراط" جو فرمایا ہے، اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ بھاگتے وقت فی الواقع اس کے پیٹ سے ریاح خارج ہوتے ہیں بلکہ اس سے مراد ایسی شدت فرار ہے جس میں خوف اور کراہت اور گھبراہٹ بھی شامل ہے۔ خود ہماری زبان کے محاورات میں بھی گوز کرنے کا لفظ حقیقی معنی پر محمول نہیں کیا جاتا بلکہ اس سے اضطراب اور خوف اور بدحواسی اور عجز وغیرہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کہیں کہ فلاں شخص گوز کرتا ہوا بھاگا تو کوئی بھی اس کا یہ مفہوم نہیں لیتا کہ فی الواقع بھاگتے وقت اس کے پیٹ سے ریاح خارج ہو رہے تھے، بلکہ اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ سخت بدحواسی اور خوف کی حالت میں بھاگا۔ پس جب انسان کے متعلق یہ الفاظ سن کر آپ ان کو حقیقت پر محمول نہیں کرتے، حالانکہ انسان پیٹ رکھتا ہے اور اس سے ریاح خارج ہونا ایک امر طبعی ہے، تو پھر شیطان کے حق میں یہ الفاظ سن کر آپ ان کو حقیقت پر کس طرح محمول کر سکتے ہیں، درانحالیکہ وہ انسان و حیوان کا سا جسم نہیں رکھتا؟

میں اپنے محدود علم کی بنا پر اس حدیث کے معنی کی جو تحقیق کر سکتا تھا وہ میں نے بیان کر دی ہے۔ اگر کوئی شخص میری تحقیق کو غلط ثابت کر دے تو میں اس سے رجوع کرنے میں کبھی تامل نہ کروں گا۔ الحمد للہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اپنی رائے کو وحی و الہام سمجھتے، اور اختلاف کرنے والوں کو گالیاں دیتے ہیں۔

رہا آپ کا یہ سوال کہ جب اذان سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے تو نماز پڑھنے میں واپس کیوں آجاتا ہے؟ اور کیا نماز اذان سے فروتر چیز ہے؟ تو اس کا جواب میرے ذمہ نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کرنا چاہیے کہ اس نے اذان اور نماز کے درمیان کیا فرق رکھا ہے جس کا یہ اثر ہے۔ یا پھر شیطان سے پوچھنا چاہیے کہ تو اذان کی آواز سن کر بھاگ کیوں جاتا ہے اور نماز پڑھنے میں واپس کیوں آجاتا ہے؟ مگر ایک بات میں بھی آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ حدیث میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے آیا وہ صحیح ہے یا نہیں؟ آپ کا خود اپنا تجربہ اس کی تصدیق کرتا ہے یا نہیں؟ دوسرے نماز پڑھنے والوں کے تجربات بھی اس کی تائید کرتے ہیں یا نہیں؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ اذان کی آواز سن کر ہر نمازی مسلمان کا دل یکایک ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، اور یہ چند لمحے شیطانی وساوس سے خالی گزرتے ہیں، لیکن نماز پڑھتے ہیں طرح طرح کے خیالات آ کر اس کو گھیر لیتے ہیں، اور ایسی باتیں یاد آتی ہیں جو نماز شروع کرنے سے پہلے اس کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں ہوتیں؟ اگر واقعہ ہے اور آپ کا ذاتی تجربہ